اردو ادب پر مارکسی اثرات

محمد شوکت علی

Muhammad Shoukat Ali

Abstract:

The criticism has been presented in urdu criticism that how marquie's point has influenced literature. The concept of Marxist and argument has been marked in the Marxist philosophy. The ideology of marxist life has been highlighted that how society affects literature? And often motives affect that intellect and intellect's mental consciousness. The marxist perspective is a unique way of thinking about literature and life. The perpose of literature in this regard reflects its tendency despite the limits of time and time.

دنیا کا ہر ادیب اور شاعر، کائنات اور حیات کے متعلق ایک مخصوص نظریہ رکھتا ہے اور اپنے نقطۂ نظر سے ادبی معیار قایم کرتا ہے۔ وہ زندگی اور اس کے تجربات کو اپنے نظریہ کے مطابق سمجھتا اور بیان کرتا ہے۔ مارکسی نظریہ ان نظریات میں سے ایک ہے جس نے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے اشتراکیت کا روپ دھارا۔ کارل مارکس اس نظریہ کا بانی ہے، لینن اور اینگلز اس کے سب سے نمایاں اور نامور نمایندے ہیں۔ کارل مارکس اپنی تصنیفی زندگی کے آغاز میں جمالیات کے موضوع پر کتاب لکھنا چاہتا تھا، لیکن "سرمائے" کی حقیقت معلوم کرنے میں، وہ اس قدر زیادہ محو ہو گیا کہ وہ یہ کام نہ کر سکا، لیکن پھر بھی ادب اور فن کے بارے میں لکھا۔ انھوں نے مارکسی جمالیات کو ادب کے تناظر میں دیکھا ہے۔ پروفیسر ممتاز حسین اس نظریے کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

> "جمالیات کا تعلق اس نظریے سے ماسوا حسن اور حسین اشیا کی حقیقت دریافت کرنے سے بھی ہے۔"(۱)

کارل مارکس کے مارکسی نظریے نے ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ انھوں نے اپنے مارکسی نظریے کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ مارکسی فلسفہ مادے کو خیال سے مقدم اور افضل تصور کرتا ہے۔ ان کے خیال میں مادہ کی اصل متحرک اور تغیّر پسند ہے۔ انسانی زندگی بھی

متحرک اور تغیر پسند ماحول میں پروان چڑھتی ہے اور مختلف نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے اپنی منزل کی طرف گامزن ہوتی ہے۔ ارسطو بھی مادے کی اس متحرک خاصیت کو مانتا ہے، مگر وہ زندگی کو خیالِ مطلق کی نقل سمجھتا ہے جس سے زندگی کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ مارکس کا نظریہ مادے کو جامد اور ساکن تصور نہیں کرتا ہے بل کہ وہ اس کے متحرک اور تغیر پسندی کے ہی قایل ہیں۔ مارکسی نظریہ طبقاتی نظام کی کشمکش اور سماجی زندگی کو پیش کرتا ہے۔

مارکسی نظریہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی نمایندگی کرتا ہے۔ سماجی، معاشی، اخلاقی، اقتصادی اور سیاسی، ان تمام سطحوں کو معاشرتی نہج پر پرکھتا اور جانچتا ہے۔ اس نقطۂ نظر کے حامیوں کے نزدیک کارل مارکس کی سب سے اہم دین یہی ہے کہ اس نے تمام علوم و فنون ہی کو نہیں بل کہ احساس و آگہی کے تمام شعبوں کو ایک وحدت قرار دیا ہے۔ مارکسیت نے زندگی کے بارے میں ایک مخصوص نظریہ پیش کیا ہے اور اس نظریے کی نوعیت ہمہ گیر ہے۔ اس کا اطلاق انسانی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح ادب پر بھی ہوتا ہے کیوں کہ کوئی بھی ادیب اور شاعر جب کوئی فن پارہ تخلیق کرتا ہے تو وہ اپنے معاشرے سے متاثر ہو کر ہی اس سطح پر پہنچتا ہے۔ کارل مارکس کے نزدیک ادب بھی اپنے معاشرے کی نمایندگی کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن مارکسیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''مارکسیت نے زندگی کے بارے میں ایک مخصوص نظریہ پیش کیا ہے چوں کہ اس نظریے کی نوعیت ہمہ گیر ہے۔ لہٰذا اس کا اطلاق انسانی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح ادب پر بھی ہو سکتا ہے۔''(۲)

مارکسی نقطۂ نظر کے مطابق سماج ادب کو متاثر کرتا ہے اور ادب سماج کو متاثر کرتا ہے۔ ادب پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، وہ سماج کے بدلتے ہوئے حالات و واقعات کے پس منظر میں رونما ہوتے ہیں۔ مارکسی مکتب فکر کے تحت ادیب اور شاعر جب کوئی فن پارہ تخلیق کرتا ہے تو اس کے فن پارے میں جو تخلیقی جوہر رونما ہوتے ہیں، ان میں سماج کی جھلک کارفرما ہوتی ہے۔ اس کے تخلیق کردہ ادب میں جو اثرات ہوتے ہیں وہ مادی زندگی سے متاثر ہو کر پیدا ہوتے ہیں۔ مادہ کی تخلیق پہلے ہے اور خیالات و تصورات اس کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ کائنات میں سب سے پہلے مادے کے وجود کا تصور پیش کیا جاتا ہے اور اس کے بعد خیالات و تصورات جنم لیتے ہیں، تب ایک فن کار، فن اور آرٹ کی تشکیل کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن تحریر کرتے ہیں:

''ادب بھی انہی تصورات کا ایک حصّہ ہے گو ادب فلسفہ کی طرح نظریہ یا ''تصور'' نہیں ہے لیکن وہ تمام احساسات و جذبات ،اقدار و تصورات جو ادب میں جلوہ گر ہوتے ہیں، اپنے دور کی سماجی حقیقتوں کا عکس ہوتے ہیں اور یہ سماجی حقیقتیں دراصل ہر دور کے ایسے بے نام اور بے زبان لاکھوں کڑوڑوں مظلوم عوام کی ضرورتوں سے پیدا ہوتی ہیں، لہٰذا ادب کا رشتہ سماجی تانے بانے سے جڑا ہوا ہے اور ادب کے تصورات ہی کو نہیں ۔ طرز بیان، تشبیہوں اور تمثالوں کو اسی سماجی ڈھانچے کے حوالے سے سمجھا جاسکتا ہے۔''(۳)

مارکسی نقطۂ نظر کے مطابق مارکس ایک ایسا معاشرہ قایم کرنے کا خواہاں تھا جس میں ہر فرد کو عام معاشرتی آزادی ہو، ہر کوئی معاشرے میں ایک دوسرے سے بہتر تعلق رکھتا ہو، رشتوں میں استحکام ہو اور کوئی کسی کے حق و حقوق کو سلب نہ کرتا ہو۔مارکسزم کا بنیادی ڈھانچہ جن عناصر سے عبارت ہے ،وہ سماج کی داخلی اور خارجی دونوں صورتوں میں ہوتا ہے۔انسان سماج کی حرکیات پر نظر رکھتا ہے اور وہی سے فکر و نظر کا سامان کشید کرتا ہے۔زندگی اور سماج کی بصیرت حاصل کرتا ہے اور خارجی سطح پر جو کچھ وقوع پذیر ہوتا اور جس طرح سے انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے وہ اس سے سروکار رکھتا ہے۔انسان کے ذہن و فکر پر خارجی اثرات اثر انداز ہو کر اس کے داخل کو بھی متاثر کرتے ہیں۔اس طرح سماج کی خارجی صورت حال اور داخلی عناصر کے تال میل کے نتیجے میں افادیت اور مقصدیت سے ترقی پسند ادب اور تنقید بنیادی سروکار رکھتے ہیں اور اسی فکر کے ذریعے مارکسی مفکرین ادب اور سماج کی فہم حاصل کرتے ہیں۔

مارکسی نقاد جب ادب پارے کو پرکھتا ہے تو وہ ان محرکات کا بھی جائزہ لیتا ہے جو سماج کی خارجی قوتوں کے ساتھ ساتھ تخلیق کار کے وجدانی مشاہدہ و تجربہ سے بھی تعلق رکھتا ہے۔اس طرح مارکسی تنقید کا سروکار ادب کی داخلی اور خارجی دونوں صورتوں سے قایم ہو جاتا ہے۔ادب کا تعلق انسان کی داخلی و نفسیاتی سطحوں سے ہم آہنگ خارجی اور سماجی صورت حال بھی جوڑا ہوا ہے۔ادب کی ایک جہت خارجی اثرات سے عبارت ہوتی ہے تو دوسری طرف اس کے ڈنڈے تخلیق کار کے مشاہدہ اور تجربہ سے ملے ہوتے ہیں۔مارکسی مفکر کائنات کے حسن و جمال پر بھی یقین رکھتا ہے اور ادب کو اس پہلو سے عبارت دیتا ہے کہ اس کے جمالیاتی پہلو معاشی ہمواری سے تعلق رکھتے ہیں۔سماج میں اگر دولت کی مساوی تقسیم ہو گی تو پرولتاری کلاس کی ذہنی و جسمانی پسماندگی دور ہو گی

جس کے نتیجے میں انسانی زندگی جمالیات سے متعین ہوگی۔ انسانی فکر اپنا مواد سماج کے کن محرکات سے حاصل کرتی ہے۔ بقول ظہیر کاشمیری:

> ''انسانی ذہن کا ہر مواد جہاں سماجی محرکات سے ترتیب پاتا ہے وہاں اس میں اس کی ذاتی قوتوں کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی ذہنی کیفیت بھی نہ تو کلیتاً داخلی ہوتی ہے اور نہ ہی خارجی بلکہ اس میں خارجی اور داخلی عنصر بیک وقت موجود ہوتے ہیں۔ یہی وہ تھیوری ہے جس پر مارکسی ادب و تنقید کی بنیاد ہے۔ مارکسی ناقد نہ تو اپنے آپ کو ادب کے داخلی اور وجدانی تجربوں تک محدود رکھتا ہے اور نہ ہی وہ ادب میں محض خارجیت کو تلاش کر کے ادیب کی ذات کی نفی کرتا ہے۔''(۴)

ادب کسی بھی دور میں تخلیق کیا گیا ہو، وہ اس دور کی عکاسی کرتا ہے جس دور میں تخلیق کیا گیا ہے۔ ادیب اور شاعر اپنے دور یا زمانے کے حالات و واقعات کو بڑی باریک بینی سے محسوس کرتا ہے جس سے اس کے ذہن کی داخلی کیفیات پروان چڑھتی ہیں۔ ان کیفیات کی وجہ سے اس کے جذبات و احساسات ابھرتے ہیں اور اس کے ذہن میں سماجی محرکات ترتیب پاتے ہیں۔ وہ سماجی رویوں کو داخلی اور خارجی دونوں طرح سے محسوس کرتا ہے۔ مارکسی ادب کی بنیاد بھی انھیں دونوں پہلوؤں کی مرہونِ منت ہے۔ مارکسی ادیب اردو ادب میں جب کسی فن پارے کا تجزیہ کرے تو وہ یہ بھی دیکھے کہ مصنف نے جن خیالات و احساسات کا اظہار کیا ہے، اس وقت ان کے خارجی محرکات کیا تھے اور اس کا سماجی اور تاریخی پس منظر کیا تھا۔ مارکسی ادیب جب کسی فن پارے پر تنقید کرتا ہے تو وہ مصنف کے شعور، تحت الشعور، نفسیات، لاشعور، ماحول و تعلیم اور اس سے متعلقہ تمام امور کا تجزیہ کرتا ہے۔ وہ کسی بھی فن پارے کے داخلی اور خارجی پہلوؤں پر ہی نگاہ نہیں ڈالتا ہے بل کہ وہ ایک ایک پہلو کو بڑی باریک بینی اور عمیق انداز میں مشاہدہ کرتا ہے۔ ظہیر کاشمیری مارکسی تنقید اور ادب کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> ''مارکسی تنقید، تنقید ادب کا جدید ترین اسکول ہے اس لیے موجودہ دور کے تمام نفسیاتی، جمالیاتی اور فنی علوم کو ارتقائی نقطۂ نظر سے اپنانے کی دعویدار ہے۔ یہ ادب پاروں کی داخلی اور خارجی دونوں عناصر کا تجزیہ کرتی ہے۔ یہ ادیب معاشرہ کی تبدیلیوں اور تاریخ کی وضعی انقلابوں کا ادب کے موضوعات پر اطلاق کرتی ہے۔''(۵)

مارکسی مکتب فکر ادب پاروں کے داخلی اور خارجی دونوں پہلوؤں کا تجزیہ کرتی ہے۔ادب میں مارکسی نقطۂ نظر کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیوں کہ یہ معاشرتی رجحانات کی عکاسی کرتی ہے۔ مارکسی ناقد ادب کی ہئیت اور فارم کو سمجھتے ہوئے اس کے حسن و جمال ،نفسیاتی رجحانات، معاشرتی حقیقتوں، اظہار و ابلاغ اور ہر لحظہ بدلتی ہوئی تشکیلات کا عمیق انداز میں تجزیہ ہے اور اس کا نقطۂ نظر حقیقت پسند ہوتا ہے۔مارکسیت میں حقیقت کی تلاش اور جستجو کی لگن ہمیشہ کار فرما رہتی ہے اور رجعت پسندی سے جدیدت کی طرف گامزن رہنا لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔مارکسی نقطۂ نظر ترقی پسند اور حقیقت پسند ہے۔اس کا رجحان حال اور مستقبل کو روشن اور تابناک بنانے کے لیے ہمہ تن گوش رہتا ہے۔

مارکسی نقطۂ نظر ادب اور زندگی کے بارے میں ایک منفرد انداز فکر کا حامل نظریہ ہے۔ اس میں ادب کا مقصد زمان و مکان کی حدود سے بالاتر ہوتے ہوئے بھی اپنے گردوپیش کا آئینہ دار ہوتا ہے کہ اس کے حسن وقبح سے آشنا ہو کر انسانی ترقی کے زینوں پر گامزن ہو۔ادب کا مقصد ان جذبات پر ہونا چاہیے جو دنیا کو ترقی کی راہ پر لے جائے اور ان جذبات سے کنارہ کشی کرے جو دنیا کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث ہو۔ادب کا یہی مقصد ہونا چاہیے جس سے دنیا کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کا بھلا ہو۔اختر حسین رائے پوری ادب اور زندگی کے تعلق کو واضح کرتے ہیں:

> ”صحیح ادب کا معیار یہ ہے کہ وہ انسانیت کے مقصد کی ترجمانی اس طریقہ سے کرے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے اثر قبول کر سکیں۔اس کے لیے دل میں خدمت خلق کا جذبہ پہلے ہونا چاہیے کیوں کہ ادب پیغمبری کی طرح خود گزاری کا متقضی ہے نہ کہ ملائیت کی طرح پیشہ ور ماضی، حال اور مستقبل کو سمجھنا ادیب کے لیے ضروری ہے تا کہ اس کی دردمندی رایئگاں نہ جائے اور تاریخ کے اشاروں کو سمجھا سکے۔پھر زندگی کو اسی وقت سمجھا جا سکتا ہے جب اس کی آگ میں تپا جائے اور اس کے ہنگاموں میں حصہ لیا جائے۔اس کی تگ و دو سے الگ رہ کر اس رموز کو سمجھنے کی کوشش ویسی ہے جیسے ساحل پر کھڑے ہو کر دریا کی گہرائی کا اندازہ لگانا۔اس صورت میں نہ ایک زیادہ لوگوں کے احساسات کو سمجھ سکتا ہے اور نہ اپنی زبان اور پیام ان تک پہنچا سکتا ہے۔“(۶)

اختر حسین رائے پوری نے ادب کی افادیت کو زندگی کے حوالے سے پیش کیا ہے اور ادب اور زندگی کے تعلق کو اجاگر کیا ہے کہ ادب کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔مارکسی نقطۂ نظر

رکھنے والے ادیب کو چاہیے کہ وہ زندگی سے مربوط تمام رموزواقاف کا اس طرح تجزیہ کرے کہ وہ زندگی میں مثبت ترقی وکامرانی کو اجاگر کرے۔مارکسزم زندگی میں کامیابی کی طرف پیش قدمی کرتی ہے اور جن پہلوؤں سے زندگی بے معنی اور بے کار ہو، ان سے روح گردانی کرنے کی تلقین کرتی ہے۔مارکسی ادب زندگی میں مثبت اور حقیقت پسند رجحانات کی نشان دہی کرتا ہے اور اس ادب کے خلاف ہے جس سے زندگی میں کوئی روشن مقام، فلاح و بہبود اور افادیت کا پہلو عیاں نہ ہوتا ہو۔بقول ڈاکٹر عبدالعلیم:

> ''مارکسزم یہ نہیں کہتا کہ رومانیت کو سراسر رد کر دینا چاہیے بلکہ وہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ رومانیت کو فاعلی یا انقلابی ہونا چاہیے۔''(۷)

مارکسزم رومانیت کو مکمل طور پر رد نہیں کرتی بل کہ وہ اس میں متحرک اور انقلابی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی سعی کرتی ہے۔وہ ایسی رومانیت کا مخالف ہے جو انسان کو ایک فرضی اور خیالی عالم کی تعمیر میں منہمک رکھتی ہیں۔انقلابی رومانیت میں جوش اور جذبہ کو محسوس کیا جاتا ہے جس میں انقلاب اور انسانی مقاصد موجود ہو،اشتراکی ادب میں رومانیت اور حقیقت پسندی دونوں گنجایش ہے۔ان میں صحیح قسم کی رومانیت کا ہونا ضروری ہے اور مناسب حقیقت پسندی بھی موجود ہو۔ایسی حقیقت پسندی ہو جو سطحی مصوری پر انحصار کرے اور جس کو فطرت نگاری سے تعبیر کیا گیا ہو۔مارکسی نقطۂ نظر زندگی کی حقیقتوں کی تلاش اور ناہمواریوں کو دور کرنے کی سعی کرتی ہے۔ مارکسی مکتب فکر کے ادیب نہ صرف حقیقت اور جدیدیت کا ہی سفر طے نہیں کرتے بل کہ رومانیت کے پہلوؤں میں انقلابی روش اور امیدوں کی کرنوں کو بھی دیکھتے ہیں۔مارکسزم کے بارے میں یہ نظریہ سراسر غلط ہے کہ مارکسزم صرف حقیقت اور جدیدیت کو ہی ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اور رومانیت کے پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

ایسا ادب جس نے انسان کو جبر، ظلم، بربریت اور محرومیت سے آزاد کیا ہو اور انسان کے لیے حسن کے حسین لمحات کو پیش کرنے کی سعی کی ہو، وہ ادب مارکسی نقطۂ نظر کے زمرے میں آتا ہے۔ایسا ادب یاس، حزن اور ناامیدی سے بالا تر ہو کر خوشی، انبساط، آسودگی اور مسرت کے پہلوؤں کو عیاں کرتا ہے۔وہی ادب کامیاب اور اعلیٰ و ارفع ہے جس میں معاشرتی ہم آہنگی ہو اورانسان کے حسن و جمال کا پیکر ہو۔یہ تمام چیزیں تب ہی میسر ہو سکتی ہیں جب معاشرے میں جاگیر دارانہ نظام، سرمایہ دارانہ نظام اور سامراجی نظام نہ ہو، جبر، قتل وغارت گری اور غریب وغربا

مزدور طبقہ کا استحصال نہ کیا جائے۔مارکسی نقطۂ نظر بھی ایسے ادب کا قایل ہے جس میں انسانی آزادی کی بقا کی جنگ لڑی جا رہی ہو اور مظلوم کی پاسداری کی جا رہی ہو۔اس نظریہ کے مطابق وہی ادب اچھا اور مقدس ہے جو ظلم کے خلاف ہو اور مظلوم کے حق میں تخلیق کیا جائے۔مارکسیت میں وہی ادب حسین و جمیل ہے جس میں عوام الناس کی جابر طاقتوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سعی کی گئی ہو۔وہ ادب بے کار ہے جس پر صرف واہ واہ کے نعرے تو بہت ہوں مگر وہ حسن نہ ہو جس کی ضرورت انسان کے لیے ضروری ہے۔ادب وہی بقائے دوام کا درجہ اور مرتبہ حاصل کرتا ہے جس میں حقیقت پسندی اور جدیدیت کے پہلوؤں کو عیاں کرنے کی سعی کی گئی ہو۔پروفیسر ممتاز حسین مارکسی نقطۂ نظر کے قایل تھے۔انھوں نے اپنی تصانیف میں مارکسی خیالات و تصورات کو پیش کیا۔ وہ ادب کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ”دنیا کا وہ سارا ادب زندہ رہے گا جس نے انسان کی فطرت کے جبر،انسان کے جبر اور زندگی کے غلط تصورات سے آزاد ہونے میں مدد پہنچائی ہے اور وہ سارا ادب طاق نسیاں جائے گا جس نے اس کی غلامی کو کسی بھی راستے سے منطقبانے کی کوشش کی ہے خواہ وہ کوشش غیر شعوری ہی کیوں نہ ہو۔“(۸)

اردو ادب میں ادیبوں نے اپنی تنقیدی تحریروں میں ادب کے تاریخی تناظر،طبقاتی کردار اور سماجی رویوں کو اجاگر کیا۔مارکسی تنقید کا رجحان یورپ سے ہندوستان میں منتقل ہوا۔مارکسی تنقید کے ہندوستان میں شروع ہونے سے پہلے عام تنقیدی رجحان تھا۔سماجی،معاشی اور حقیقت پسند رویوں کو اس طرح محسوس نہیں کیا جاتا تھا جس طرح مارکسیت کے نظریے نے محسوس کیا۔اردو ادب میں تنقیدی رجحانات حالیؔ،شبلیؔ،آزادؔ اور غالبؔ سے شروع ہوتے ہیں۔ان سے پہلے کوئی خاص تنقیدی کام نہیں ہوا۔اردو ادب میں حالیؔ سب سے پہلے تنقیدی نقاد تصور کیے جاتے ہیں۔اردو تنقید میں ان کی تصنیف ”مقدمہ شعر و شاعری“ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ان کی سوانح پر لکھی گئی تصانیف بھی قابل ذکر ہیں مثلاً”حیات سعدی“،”حیات جاوید“اور ”یادگار غالب“ بہت اہم ہیں۔شبلی کی تنقیدی تصانیف ”شعر العجم“اور”موازنہ انیس و دبیر“ بھی قابل ذکر ہیں۔آزاد نے ”آب حیات“ لکھ کر اہم تنقیدی کام سرانجام دیا۔اردو ادب میں یہ وہ ادیب ہیں۔جنھوں نے اردو میں تنقید کی راہ ہموار کی۔

مارکسی نقطۂ نظر نے ادب اور سماج کو ایک لڑی میں پرونے کی سعی کی ہے۔اس نے سماج میں پیدا ہونے والی ہر حقیقت پسندی کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔اشتراکی اور طبقاتی نظام کی نا ہمواریوں کو استدلال اور منطقی انداز فکر کیا۔مارکسی ادب عام انسانوں کی زندگی سے جوڑا ہوا ہے اور ان کی سیاسی، معاشی، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کو عیاں کرتا ہے۔جن اردو شعرا اور ادیبوں نے ادب نے سماجی سرگرمیوں اور معاشرتی زندگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے حقیقت پسندی کو پیش کیا ہے وہی ادب مارکسی ادب کے زمرے میں آتا ہے۔اردو ادب میں میرؔ اور غالبؔ کی شاعری میں سماجی اور معاشرتی پہلو عیاں ہوتے ہیں۔اردو تنقید میں حالیؔ، شبلیؔ اور آزادؔ نے سب سے پہلے اپنی تصانیف میں سماجی گہرائیوں کو محسوس کیا۔ان کے بعد بھی ادیبوں اور شاعروں نے اس روش کو قایم رکھا۔افسانہ نگاروں میں پریم چند اور منٹو نے معاشرتی زندگی کو بڑے عمیق انداز میں پیش کیا اور حقیقت پر مبنی کاوشوں کو اجاگر کیا۔اردو ادب میں اقبالؔ اور فیضؔ نے بھی سماجی زندگی کے اثرات کو اپنی ادبی کاوشوں میں پیش کیا۔مارکسیت سماج اور ادب دونوں پر اثرانداز ہوتی ہے۔مارکسی نظریہ جہاں دوسرے مکتب فکر پر اثرانداز ہوا ہے وہاں اردو ادب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

حوالہ جات

۱۔ ممتاز حسین، پروفیسر، مارکسی جمالیات، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص ۲۲
۲۔ محمد حسن، ڈاکٹر، مشرق و مغرب میں تنقیدی تصورات کی تاریخ، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۲۰۰۰ء، ص ۳۰۵
۳۔ ایضاً، ص ۳۰۷
۴۔ ظہیر کاشمیری، مارکسی تنقید، مشمولہ: نظریاتی تنقید (مسائل و مباحث)، ابو الکلام قاسمی، بیکن بکس، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۲۴
۵۔ ایضاً، ص ۱۲۸
۶۔ اختر حسین رائے پوری، ادب اور زندگی، مشمولہ: ترقی پسند ادب پچاس سالہ سفر، مرتبین: ڈاکٹر قمر رئیس / سیّد عاشور کاظمی، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۱۶۱
۷۔ عبد العلیم، ڈاکٹر، مارکسزم اور ادب، مشمولہ: ترقی پسند ادب پچاس سالہ سفر، ص ۱۹۵
۸۔ ممتاز حسین، پروفیسر، مارکسی جمالیات، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص ۱۸